بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

تذکارِ اسلاف

برصغیر کے علمی و دینی اور سیاسی و ملی محسنین جن کے وجود باجود سے برصغیر میں اسلام کی رونق قائم و دائم رہی اور جن کی بے مثال اور خیر القرون کی مانند قربانی اور پیہم جہاد سے برصغیر اور بالآخر پوری دنیا میں یورپی سامراج کا جنازہ اٹھا۔ ہمارے ہاں چند مخصوص گروہوں نے موقع بہ موقع ایسے محسن ملک و ملت حضرات کے خلاف کردار کشی کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ الحق کے پچھلے شمارہ میں اس پر مختصراً اظہار افسوس کیا گیا تھا لیکن ظاہر ہے کہ ایسے لوگ کسی کی شکوہ و شکایت اور نالہ و شیون کی بنا پر اپنے عزائم مشئومہ سے کب دست بردار ہو سکتے ہیں؟ ہمیں ٹھوس اور مثبت انداز میں بھی اس معاملہ پر سوچنا چاہئے اور امتدادِ زمانہ اور خاص ظروف و حالات کی وجہ سے اسلامیان برصغیر کی اپنے محسن اسلاف کے احوال و سوانح اور ان کی علمی، سیاسی و ملی کارناموں سے جو غفلت اور بے خبری بڑھتی جا رہی ہے، اس کا بھی علاج سوچنا چاہئے، جب خود ہمارے مدارس اور تعلیمی حلقے اپنے قابلِ فخر اسلاف و اکابر کے حالات کارناموں علمی مقام مجاہدانہ کردار اور ان کے افکار و نظریات سے کما حقہٗ باخبر نہ ہوں تو اوروں سے کیا گلہ کیا جائے۔

حسنِ اتفاق کہ سالِ رواں میں برصغیر کی اسلامی اور علمی عظمتوں کا امین تعلیمی مرکز دارالعلوم دیوبند اپنے صد سالہ دور مکمل ہو جانے پر تعلیمی جشن منانا چاہتا ہے، اس مناسبت سے دیوبندی مسلک و مشرب سے وابستہ تمام حلقوں کا فریضہ ہے۔ کہ موقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اسلاف کے سنہری کارناموں سے مسلمانوں کو متعارف کرانے کا بھرپور پروگرام مرتب کرے اور نہ صرف اپنے مدارس، خانقاہوں اور مساجد کی حد تک بلکہ جدید نسل اور نوجوان تعلیمیافتہ طبقوں تک تعارف کا یہ سلسلہ دراز ہو جب ہم دارالعلوم دیوبند کا نام لیتے ہیں تو اس سے مراد دیوبند کے ایک قصبہ میں واقع ایک جامعہ اور دارالعلوم نہیں بلکہ وہ عظیم الشان مکتب فکر اور بے مثال تحریک ہے جس کا آغاز حضرت حکیم الامۃ شاہ ولی اللہ دہلوی کے ہاتھوں اٹھارویں صدی کے اوائل میں ہوا یہ وقت ہندوستان میں مسلمانوں کے زوال کا آخری دور تھا، ایک طرف برصغیر میں مسلمانوں کی عظمت و شوکت کا آفتاب غروب ہو رہا تھا تو دوسری طرف انگریزوں کی صبح کاذب نمودار ہونے لگی۔ ایسے حالات میں اس مکتب فکر کے بانی نے جس ہمہ گیر انقلابی پروگرام کا خاکہ بنایا اس کا عنوان تھا۔ فک کل نظام۔

یعنی — "جاہلیت پر مبنی ہر فکری، عملی اقتصادی معاشی سیاسی نظام کو تہس نہس کر دو —" تحریک دیوبند کا یہی ماٹو بنا اور کفر و استبداد اور جاہلیت و ظلم کی ہر شاخ سے جنگ اس کا منشور ہوا۔ دار العلوم دیوبند کی اگر دوسرے لفظوں میں تعبیر کی جائے تو وہ حضرت شاہ ولی اللہ کا یہی الہامی اعلان ہی ہو سکتا ہے کہ "فک کل نظام" تعلیم و معاش اخلاق و سماج کے ہر ہر شعبہ میں ہمہ گیر انقلاب، حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اولاً تعلیم ہی کے ذریعہ اس انقلاب کو منتقل کیا، پھر ان کے فرزند اور جانشین نے پچاس سال تک انقلاب کے اس پودے کی آبیاری کی اور امیر المومنین سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی شکل میں یہ پودا تناور درخت بن گیا، اور اسکے ثمرات سے برصغیر کا مشرق و مغرب مالامال ہونے لگ گیا۔ اصلها ثابت و فرعها فی السماء۔ گویا سید شہیدؒ اور ان کے رفقاء نے اس انقلابی خاکہ میں عملی رنگ بھر دیا اور بالآخر انقلاب کا یہ سارا پروگرام تعلیمی، عملی سماجی سیاسی، تجربہ گاہوں سے گذرتے ہوئے اور جہاد و جہد کی بھٹیوں میں کندن بنتے ہوئے۔ "دار العلوم دیوبند" کی شکل اختیار کر گیا۔ دیوبند کے مقدس بانیوںؒ نے اپنے ان انقلابی اساتذہ سے وہ سب کچھ اپنے وجود میں جذب کر لیا تھا، جو امام انقلاب دہلویؒ سے لیکر سید احمد شہیدؒ تک چاہتے تھے ——

شاہ ولی اللہؒ کا تفکر و تدبر شاہ عبدالعزیزؒ کا سوزِ دروں وعظ و تدریس اور تعلیم کے ذریعہ مقصد کی طرف پیش قدمی انتھک اور مسلسل جد و جہد، سید احمد شہیدؒ کی جہاد و عزیمت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی حمیت و صلابت، مجاہدین ستھانہ و باغستان کی سرمستی و جان سپاری، علماء صادق پور کی سرفروشی، حاجی امداد اللہ کی زہد و روحانیت، رشید احمد گنگوہیؒ کی تبحر و فقاہت اور محمد قاسم نانوتویؒ کی نبوغ و عبقریت، ان تمام خصائص اور امتیازات نے مل کر جو مجموعی ہیکل اختیار کیا اسکی تعبیر دار العلوم دیوبند کے نام سے کی جانے لگی۔ دعوت و عزیمت کے یہ اساطین آسمان رشد و ہدایت اور دائرۂ تجدید دین کے آفتاب و ماہتاب تھے اور اب ان ائمہ تجدید کی صلاحیتوں اور کاوشوں کا اجتماعی ظہور دار العلوم دیوبند کی شکل میں ہو کر —— اسے —— جامع المجددین —— کا مقام فاخرہ دے گیا۔

اس مقام دعوت و تجدید کی ذمہ داری صرف یہ نہ تھی کہ ملک اس اجنبی کافر طاقت کے پنجۂ استبداد سے نجات پا سے جو نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں انسانیت کی اعلیٰ و ارفع قدروں کا دشمن بن کر طوفان کیطرح چھا گیا تھا۔ بلکہ یورپ کے اس منحوس سامراج کے اقتدار و تغلب کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کو اس کے ملعون و مغضوب تہذیب و تمدن، خدا بیزار مغربیت سے بھی محفوظ رکھنا تھا، اور اس کے ساتھ تعلیمی، معاشی اور اخلاقی ہمہ گیر انقلاب سے عالم انسانیت کو سرخرو کرنا بھی، یہ کتنا ہمہ گیر آفاقی اور کٹھن پروگرام تھا۔؟ محدود و مادی اغراض کے انقلابی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے —— پروگرام کی ایک کڑی

تو مکمل ہو گئی، انگریز کو خائب و خاسر ہو کر نکلنا پڑا اور برّصغیر کی آزادی کے نتیجہ میں جیسا کہ ہمارے انقلابی اکابر کا اندازہ تھا سارے ایشیا میں برٹش سامراج کا جنازہ اٹھنے لگ گیا، مگر یہ تو حصولِ مقصد کا ایک ذریعہ تھا ہمہ گیر انقلاب کیلئے پہلے دشمن کو نکالنا ضروری ہوتا ہے۔ پھر مقاصد کیطرف پیش رفت ہوتی ہے۔ انگریز تو نکل گیا، مگر بدقسمتی سے مغرب کی جگہ مغربیت نے لے لی اور اب مغربیت کا عفریت مسلمانوں کی تہذیبی، معاشرتی، تمدنی، ثقافتی قدروں کو بری طرح روندنے لگا۔ (جاری ہے)

دل شق ہوا جارہا ہے کہ جنرل محمد ضیاالحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے ایک تقریب میں یہ کیسے کہہ دیا کہ — آرٹ کسی بھی قسم کا ہو خواہ مصوری ہو موسیقی ہو یا مجسمہ سازی اس کی تعریف و توصیف کرنا عین اسلام ہے — اخباری بیانات کے مطابق اس موقع پر جنرل صاحب موصوف نے عورتوں کو چار دیواری میں مقید رکھنے کو بھی قومی نقصان قرار دیا۔ ہمیں یقین نہیں آتا کہ جس شخص سے ملتِ مسلمہ نے اسلامی نظام برپا کرنے کی امیدیں وابستہ کی ہیں اور جو اٹھتے بیٹھتے اسلامی نظام کی ضرورت و اہمیت کا اعتراف بھی کر رہے ہوں — یہ الفاظ ان کے ہو سکتے ہیں۔؟ اگر خدانخواستہ ایسا ہے تو آسمان پھٹ کیوں نہیں گیا اور زمین شق کیوں نہ ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ہم خدائے رب العالمین کی مسئولیت اور احتساب کے مقابلہ میں کسی بھی مخلوق سے رو رعایت کے مجاز نہیں ہیں اس لئے نہایت درد سے کہتے ہیں کہ یا اللہ ہم ان خیالات سے بری ہیں اور اعلان کرتے ہیں۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کے واضح قطعی اور منصوص احکام کی بناء پر تصویر سازی، موسیقی اور مجسمہ سازی قطعی حرام ہیں۔ اور نہ اسلام عورت کی بے پردگی کا قائل ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنرل صاحب کو ان مجاہدین کے نقشِ قدم پر چلائے جنہوں نے بت فروشی کی بجائے بت شکنی کو اپنا شعار بنالیا تھا۔

جنرل صاحب موصوف کے بارہ میں ہمیں سوءِ ظن نہیں اگر یہ خیالات ان کے ہیں تو غلط فہمی پر مبنی اور فوری اصلاح کے طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ جنرل صاحب موصوف کو فوری تنبیہہ اور توبہ کی توفیق دے کہ اس پرفتن اور نازک دور میں اسی میں ہمارا ان کا اور پورے ملک کا فائدہ ہے۔ ہم جنرل صاحب سے منسوب ان خیالات پر تفصیلی اظہارِ خیال کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

سمیع الحق

یکم جمادی الاول ۱۳۹۸ھ